جناب مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

مسلم نوجوانوں میں دینی بیداری ایک اچھی علامت

جیسا کہ قارئین "الحق" کو معلوم ہے کہ ماہنامہ الحق انشاء اللہ آئندہ چند ماہ میں اکیسویں صدی اور عالم اسلام کے چیلنجز کے عنوان سے ایک خصوصی نمبر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف حلقوں کی طرف سے اس کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً ہندوستان کے بہت بڑے علمی و ادبی مرکز ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کے ترجمان "تعمیر حیات" ۱۰۔ جون ۹۹ء نے اپنے اداریہ میں اس کوشش کی تحسین کی ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اسے "تعمیر حیات" کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ندوۃ العلماء اور ہندوستان کے دیگر اہم علمی و تحقیقی مراکز اور اہل قلم شخصیات اس نمبر کی تیاری میں ہماری بھرپور معاونت اور سرپرستی فرمائینگے۔ (ادارہ)

اب سے ۲۰ سال قبل جب پندرہویں صدی ہجری کا آغاز ہونے جا رہا تھا دنیا میں مسلمانوں کی اہمیت اور تعداد کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر متعدد دانشوروں نے یہ اظہار خیال کیا تھا کہ نئی صدی اسلامی صدی ہوگی یعنی اس میں اسلام کا خاص طور پر فروغ ہوگا اور مسلمانوں کی عزت وعظمت میں خصوصی اضافہ ہوگا۔ اس وقت کے حالات کو دیکھ کر کسی قدر اس بات کا اندازہ بھی ہوتا تھا کیونکہ اسلام کا تعارف کرانے والے اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دعوتی کام کرنے والے جو اثر ڈال رہے تھے اور اس کے نتیجہ میں جگہ جگہ اسلام کو لبیک کہنے کے واقعات پیش آ رہے تھے اور غیر مسلموں میں بھی تلاش حق کا جذبہ رکھنے والے ایسے متعدد افراد علم میں آ رہے تھے جو اسلام کو سمجھنا چاہتے تھے اور اسلام کے متعلق انہوں نے جو کچھ سنا تھا اس کی بنا پر وہ اسلام کے بارے میں اپنے حسن ظن کا وقتاً فوقتاً اظہار بھی کرتے تھے دوسری طرف دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے متجاوز ہو رہی تھی جو دنیا کی کل آبادی کی چوتھائی بنتی تھی، نیز مسلمان آزاد ملکوں کی تعداد بھی متحدہ اقوام کے کل ارکان ملکوں میں ایک چوتھائی اور ان کو بڑھتی اور ابھرتی ہوئی قوم کی حیثیت سے دیکھا جانے لگا تھا۔ لیکن دوسری طرف بین الاقوامی سیاسی برادری میں اس کیفیت کو مسلمانوں کے پرشوکت وعظمت ماضی کے پس منظر میں دیکھنے کا رجحان پیدا ہونے لگا اور اس کو اسلام کی ایسی

احیائیت سمجھا جانے لگا جو دنیا کی لامذہبی تہذیب و تمدن کو چیلنج کرنے والی اور دنیا کے ملحدانہ و نفس پرستانہ رجحان کے لئے خطرہ بننے والی ہے۔ اور یورپ کی قوموں نے اسلامیت کے بڑھتے ہوئے رجحان کو ایک خطرناک رجحان کی حیثیت سے دیکھنا شروع کردیا' اس کا یہ اثر ہوا کہ چند برسوں کے اندر جگہ جگہ اسلامیت کے رجحان پر قدغن لگائے جانے لگے اور اسلام کے حامیوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور دنیا کی بڑی طاقتوں نے تو اس کے روک کیلئے خاطر خواہ انتظامات شروع کردیئے اور اسلامی قدروں اور آداب کی معمولی سے معمولی پابندی کو خطرہ کی نظر سے دیکھنا شروع کردیا اور یہ بات اتنی بڑھی کہ متعدد مغربی حکومتوں نے اپنے زیر اثر مسلمان ممالک میں اسلامیت سے تعلق کے اظہار کو قابل گرفت عمل بنادیا۔ چنانچہ ان کے اثر سے اس رجحان کو روکنے کیلئے سیاسی و حکومتی دباؤ اور ذرائع ابلاغ کا اثر استعمال کیا جانے لگا۔ اور نوبت بعض ملکوں میں یہاں تک پہونچی کہ نمازوں کی باجماعت پابندی اور داڑھی رکھنے کا عمل بھی شک کی نظر سے دیکھا جانے لگا اور عورت کا سر کو رومال سے ڈھکنا قابل سزا جرم سمجھا جانے لگا' غیر مسلمان ملکوں میں فرانس اور مسلمان ملکوں میں ترکی میں خاص طور پر اسی پر عمل کیا جارہا ہے۔

متعدد ملکوں میں اسلامی تعلیمات کا ذکر کرنا اور ان پر عمل کی دعوت دینا رجعت اور دہشت گردی کی علامت قرار دیا جاتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً اس جرم میں پکڑ دھکڑ بھی ہونے لگی ہے' چنانچہ متعدد ملکوں میں ہزاروں ہزار افراد اس پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اس سب کے نتیجہ میں اس صدی کی پہلی چوتھائی میں ہی یہ صورت حال بن گئی...... کہ اس صدی کو اسلامی صدی قرار دینا محل نظر معلوم ہونے لگا ہے۔ اس صدی سے قبل غیر مسلم ملکوں میں بھی اسلامی طور و طریق کو نشانہ بنا کر کاروائی نہیں ہوئی تھی اور اب غیر مسلم ملک تو بڑی چیز ہیں بعض اسلامی ملکوں میں بھی اسلام کی کھل کر وکالت قابل مواخذہ جرم سمجھا جانے لگا۔ لیکن اس سب کے باوجود خوش آئند بات یہ ہے کہ پہلے اسلامی حمیت اور دین کا شوق صرف بڑی عمر کے مسلمانوں میں پایا جاتا تھا اور نوجوان نسل اپنے کو اس سے الگ رکھتی تھی اور اپنی عمر کے تقاضہ کے مطابق ہی دلچسپی رکھتی تھی اب یہ ایک بات پیدا ہوئی ہے کہ اسلام اور اسلامیت کی حمیت نوجوان نسل کے لوگوں میں بھی خاصی نظر آرہی ہے' بلکہ

ان کی عمر کے تقاضہ کے مطابق جوش وہمت اور قربانی کے جذبات کے ساتھ ان میں یہ رجحان بڑھ رہا ہے اس لئے جہاں جہاں اسلامیت کو دبانے اور روکنے کا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے وہاں ایک مقابلہ اور ٹکراؤ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ زندگی کا ایک فطری عمل ہے اور زندگی کے باعزت بقا کیلئے اور حق بات کو اس کا حق دلانے کیلئے ضروری ہے۔ اسلام کے آغاز کی تاریخ دیکھی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ اس کی دعوت وحمایت کے لئے جذبہ وہمت و قربانی میں نوجوانوں کا عنصر پیش پیش تھا۔ اور ایسے معاملات میں اسلام کا طریقہ ہر مذہب اور ہر دعوت سے مختلف رہا ہے' رسول اسلام محمد ﷺ نے اپنی امت کے داعیوں کو یہ سکھایا ہے کہ اپنی بات زور دستی اور جبر سے نہیں بلکہ ہمدردی' خیر خواہی اور محبت سے پیش کریں اور اس راہ میں اگر ان کے ساتھ سختی ہو تو اس کو آخرت میں حصول اجر کی خاطر گوارہ کریں اور انصاف وحق پرستی کے ساتھ سختی کا مقابلہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ساری کوششوں کے باوجود اسلامی رجحان اور مقام کو دبانے اور کچلنے کیلئے دنیا کے مختلف خطوں میں کی جارہی ہیں اسلام کی دعوت پھیل رہی ہے اور لوگ اس کو سمجھنا چاہتے ہیں اور اس کو جستہ جستہ قبول بھی کرتے ہیں۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ یہ سمجھنے کی بھی بات ہے کہ اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں تکلیف اٹھانا اور تکلیف کے باوجود حق کا پیغام صبر ورضا کے ساتھ پہونچانا اسلام کی قوت وترقی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اسلام کو اس سے ہمیشہ ترقی ہوئی ہے اور آئندہ بھی اسی کا اندازہ اور توقع ہے اور کچھ مستبعد نہیں ہے کہ یہ صدی اسلامی صدی کہلائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆